عصری نصابِ تعلیم میں تبدیلیوں کا ایک جائزہ

مولوی عبدالباری

پاکستان میں تعلیمی سطح پر دو طرح کے نصاب رائج ہیں، ایک وہ جو خالص دینی تعلیم کے حامل ہیں، دوسرے وہ جو خالص عصری تعلیم دیتے ہیں۔ دونوں نصاب و نظام اپنے اپنے مدار میں رہتے ہوئے نونہالانِ وطن کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کررہے ہیں، دونوں کی ہیئت اور مقاصد جدا ہیں۔ بدقسمتی سے گزشتہ دو دہائیوں سے دینی مدارس کا نصاب سیکولر اور لبرل حلقوں میں ایک تسلسل کے ساتھ زیر بحث ہے۔ بعض وقتی اور معروضی احوال و واقعات کا حوالہ دے کر دینی مدارس کے نصاب میں تبدیلی لانے اور اسے "جدید دور سے ہم آہنگ" کرنے کا مطالبہ رہتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ کیا وجہ ہے کہ مدرسے ڈاکٹر اور انجینئر پیدا نہیں کررہے؟...... جج کیوں نہیں نکل رہے؟...... بینکار کیوں تیار نہیں ہورہے؟...... مدارس سے سائنٹسٹ پیدا کیوں نہیں ہورہے؟...... علیٰ ھذا القیاس!

اس قسم کے اعتراضات سامنے لانے اور اِس فکر کو عام کرنے والوں کے اپنے مخصوص مقاصد اور مخصوص ایجنڈے ہیں اور پس پردہ وہ بیرونی قوتیں کارفرما ہیں جو پاکستان کے معاشرے کو مغربیت کے رنگ میں رنگ دینا چاہتی ہیں۔ اَلحمدللہ! دِینی مدارس کے نصاب میں تو ایسی کوئی تبدیلی عمل میں نہیں آسکی جس سے سیکولر طبقے کو کوئی اچھی خبر مل سکے، البتہ عصری تعلیمی اداروں کے نصاب میں تبدیلی کا عمل جاری وساری ہے۔ چوں کہ تعلیم پر سرکار کی مکمل اَجارہ داری نہیں، اور بے شمار تعلیمی ادارے آزاد حیثیت میں کام کررہے ہیں، اس لیے ان کا نصاب بھی اس آزادرَوی کا شکار ہے۔ ہاں، سرکاری کنٹرول میں جو تعلیمی ادارے ہیں ان کے نصاب میں جو پاکستانیت اور اسلامیت کی تھوڑی بہت رمق باقی تھی اسے بھی کھرچ کھرچ کر نکالا جارہا ہے۔ تعلیمی تھنک ٹینکس ایسی سفارشات اور تبدیلیاں پیش کرتے ہیں جن سے مغربی فکروسوچ پروان چڑھتی ہے، مغربی اقدار کو استحکام ملتا اور مغربی نظامِ زندگی کو وسعت وقوت حاصل ہوتی ہے...... سیکولر طبقہ جو عصری تعلیمی نصاب میں معمولی اسلامی مضامین بھی دیکھنے کا روادار نہیں، دینی مدارس کے نصاب میں بھی نقب لگا کر اس کی اصل روح کو ختم کردینا چاہتا ہے۔ حال ہی میں ایک معاصر جریدے 'افکار معلم' میں صوبہ کے۔ پی۔ کے میں ہونے والی نصابی تبدیلیوں کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ اس جائزے سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ خیبر پختون خواہ جو اپنے مخصوص حالات کی وجہ سے این جی اوز کی یلغار میں رہتا ہے، وہاں کس قسم کی فکر کو پروان چڑھایا جارہا ہے؟ یاد رہے کہ اِن تبدیلیوں کے خلاف وہاں کی مذہبی جماعتوں نے باقاعدہ تحریک بھی چلائی تھی اور 'اسلام پسند' اساتذہ نے بھی بطور خاص احتجاج کیا

تھا۔ ماہ نامہ اُفکار معلم کے مطابق:

''۲۰۱۲ء میں نصابی کتب میں وہ تمام باتیں سامنے آگئیں جن کا خدشہ ظاہر کیا گیا تھا، یعنی اسلامیات کی کتب میں قرآنی سورتوں اور آیات کو کم کر دیا گیا اور مطالعہ پاکستان و معاشرتی علوم کی کتب میں سے تحریک پاکستان کی نمایاں شخصیات اور موضوعات کو کم کر کے صوبائی اور قوم پرست شخصیات کو شامل کیا گیا۔ تنظیم اساتذہ نے موجودہ صوبائی حکومت کو ان تبدیلیوں کو درست کرنے کے بارے میں بار بار توجہ دلائی اور کہا کہ سابقہ درست موضوعات کو دوبارہ رائج کیا جائے۔ صوبائی حکومت نے درستگی کی حامی بھری اور ۲۰۱۳ء میں ایک کمیٹی قائم کی جس نے اَغلاط کو درست کرنے کی سفارشات صوبائی حکومت کو پیش کیں۔ صوبائی حکومت نے بعض اغلاط کو درست کیا لیکن اکثر کو ویسے ہی رہنے دیا۔ تنظیم نے مطالبہ کیا کہ باقی غلطیوں کو بھی درست کیا جائے، لہٰذا ۲۰۱۴ء میں ایک اور کمیٹی قائم کی گئی جس نے دوبارہ سفارشات پیش کیں مگر اس دفعہ بھی چند ایک چیزیں درست کی گئیں اور زیادہ تر باتیں پھر وہی رہی۔

کمیٹیوں نے دو سال میں نصابی کتب میں جو درستگی کی اس کے بعد بھی کئی ایک غلطیاں پائی جاتی ہیں، ذیل میں ہم ان کی تفصیل عوام وخواص کے علم میں لانے کے لیے پیش کر رہے ہیں تا کہ صورت حال واضح ہو جائے کہ طلبہ کو صوبائی اختیار سے پہلے کیا پڑھایا جا رہا تھا۔ اور صوبائی اختیار کے بعد کیا پڑھایا جا رہا ہے۔ موجودہ حکومت کے دو سال گزرنے اور اٹھارہویں ترمیم کے نافذ ہونے کے بعد ۲۰۱۵ء میں نصابِ تعلیم اور نظامِ تعلیم کی موجودہ صورت حال ملاحظہ کریں۔

۱......نصابیات: انگریزی جماعت دوم کی کتاب کے صفحہ 22, 25, 47, 58, 65, 85 پر حکومت کو تجویز دی گئی کہ تصاویر میں انگریزی لباس کی جگہ قومی لباس ہو، اس لیے کہ قومی لباس قوم کی پہچان ہوتی ہے اور ہماری نصابی کتب میں قومی لباس میں لوگوں کی تصاویر ہوں، لیکن اس پر عملدر آمد نہیں ہوا۔

۲......انگریزی جماعت ہشتم کی کتاب میں Essay on the Prophet Muhammad صلی اللہ علیہ وسلم، صفحہ نمبر ا پر موجود تھا۔ نئی کتاب سے یہ مضمون خارج کر دیا گیا ہے، تجویز تھی کہ اسے دوبارہ شامل کیا جائے، لیکن عمل درآمد نہیں ہوا۔

۴۔ انگریزی دہم پرانی کتاب میں Essay on Quaid-e-Azam اور Essay on Charter of Madina موجود تھے۔ نئی کتاب میں ان کی جگہ بیگم رعنا لیاقت علی خان اور آبادی میں اضافے پر مضامین دیے گئے ہیں۔ تجویز یہ تھی کہ ان کو ہٹا کر پہلے والے مضامین دوبارہ شامل کیے جائیں، لیکن تجاویز پر عمل درآمد نہیں ہوا۔

۵۔ انگریزی سال اول کی ساری کتاب مغربی مصنفین کے لکھے ہوئے مضامین پر مشتمل ہے کسی مسلمان اور پاکستانی مصنف کا کوئی مضمون اس میں شامل نہیں ہے۔ دو مضامین The Way it was اور Fly Away کو تبدیل کرنے کی تجویز دی گئی کیونکہ اول الذکر مضمون کا تعلق موسیقی کے سننے سے ہے اور مؤخر الذکر کا تعلق مکھیوں پر ایک بے معنی مضمون سے ہے، مگر ان تجاویز کو درخور اعتنا نہیں سمجھا گیا۔

۶۔ انگریزی سال دوم: اس کتاب میں بھی زیادہ تر مضامین بے معنی ہیں لیکن پھر بھی کوئی تبدیلی نہیں لائی گئی۔

۷۔ جماعت دہم بیالوجی میں ڈارون کا نظریہ ارتقاء موجود ہے جو ایک ناکام نظریہ ہے اور یہ بندر کو انسان کا جدِ امجد کہتی چلی آرہی ہے، تجویز تھی کہ اس کے ساتھ ہی اسلامی نقطۂ نظر بھی درج کیا جائے کہ انسان اشرف المخلوقات ہے اور یہ اللہ کا خلیفہ ہے، لیکن کوئی عملدرآمد نہیں ہوا، اسی کتاب میں صفحات ۷۶ اور ۸۶ پر نامناسب اعضاء کی تصاویر موجود ہیں جو اس عمر کے طلبہ کو دکھانا درست نہیں۔ اسی طرح صفحہ نمبر ۲۵۰ پر اسی کتاب میں شراب بنانے کا عمل بتایا گیا ہے جو کسی طرح بھی مسلمان طلبہ کو بتانا درست نہیں، کیا اس کی جگہ پیرا سیٹامول کی دوائی بنانے کا عمل نہیں دکھایا جا سکتا تھا......؟

۸۔ جماعت پنجم اردو: ۲۰۱۴ء کتاب میں مضامین کہانی ۲۳ مارچ، خوشحال خان خٹک، سید جمال الدین افغانی، امام جعفر صادق، قائد اعظم کا مزار اور پاکستانی شہریوں کو سلام شامل تھے۔ ۲۰۱۵ء کے مسودے میں یہ تمام مضامین خارج کر دیے گئے تھے، تجویز تھی کہ انہیں دوبارہ شامل کیا جائے، لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ تجویز پر عملدرآمد نہیں ہوا۔

۹۔ جماعت ششم اردو: ”تحریک پاکستان میں طلبہ کا حصہ“ پر مضمون شامل تھا جسے نامعلوم وجوہات کی بناء پر حذف کر دیا گیا ہے۔ یقینی طور پر یہ اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ موجودہ دور کے طلبہ گزشتہ دور کے طلبہ کی پاکستان کے لیے دی گئی قربانیوں سے بے خبر رہیں۔

۱۰۔ جماعت ہفتم اردو: ۲۰۱۲ء کی کتاب میں ”مسلمانوں کی بیداری میں اقبال کا حصہ“ اور نظم ”عدل فاروقی“ شامل تھے۔ انہیں خارج کر دیا گیا ہے، تجویز تھی کہ انہیں دوبارہ شامل کیا جائے مگر عمل درآمد نہیں ہوا۔

۱۱۔ جماعت ہشتم اردو: سلطان صلاح الدین ایوبیؒ اور حضرت عمر بن عبد العزیزؒ پر مضامین حذف کیے گئے ہیں، چوں کہ یہ دونوں شخصیات انتہائی اہم ہیں لہٰذا انہیں دوبارہ شامل کرنے کے لیے تجویز دی تھی، لیکن اب تک یہ خارج ہیں۔

۱۲۔ جماعت نہم اردو: مضامین قائد اعظم صوبہ سرحد میں اور مولوی عبد الحق کا خط گاندھی کے نام حذف تھے۔ تجویز تھی کہ دوبارہ شامل کیے جائیں لیکن یہ دونوں اسباق خارج رکھے گئے۔

۱۳۔ جماعت دہم اردو: شبلی نعمانی کا مضمون ”ہجرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم“، غلام رسول مہر کا مضمون ”مسلمانوں کی تعلیم جنگ آزادی کے بعد“، الطاف حسین حالی کی حمد، ماہر القادری کی نعت، ڈاکٹر اقبال کی نظم ”صدیق اکبر رضی اللہ عنہ“ حذف تھے۔ تجویز تھی کہ ان سب کو دوبارہ شامل کیا جائے لیکن شومئ قسمت کہ تجاویز کو ردی کی ٹوکری میں پھینک دیا گیا۔

۱۴۔ جماعت سال اول: اردو مضامین ’اسوۂ کامل صلی اللہ علیہ وسلم‘، ’جابر بن حیان‘، نظم ’مسلمان کی شان‘، ’مجاہدین اسلام‘، علامہ اقبال کی نظم ’شاہین‘ اور رباعیات حذف کر دی گئیں تھی، تجویز دی تھی کہ ان اہم مضامین و نظموں کو دوبارہ شامل نصاب کیا جائے، مگر معلوم نہیں کہ کیوں ان حق بجانب آراء کو نہیں مانا گیا۔

۱۵۔ جماعت سال دوم: اردو مضمون ’معلم اعظم صلی اللہ علیہ وسلم‘ اور نعت ’خیر المرسلین‘ کو خارج کیا گیا ہے،

تجویز تھی کہ انہیں دوبارہ شامل کیا جائے، مگر یقین دہانی کے بعد بھی یہ خارج ہے۔

۱۶۔ جماعت چہارم: معاشرتی علوم کتاب میں سے قائداعظم پر مضمون خارج رکھا گیا ہے۔

۱۷۔ جماعت پنجم: معاشرتی علوم صفحہ نمبر ۵۸ پر تاریخی واقعات مختلف نقطہ ہائے نظر کے پیراگراف میں اساتذہ اور طلبہ کے ذہنوں میں تحریک پاکستان اور کشمیر پر ابہام والجھاؤ پیدا کرنے کی بھرپور کوشش کی گئی ہے اور ان عنوانات پر بھارتی نقطہ نظر بھی درج کیا گیا ہے جو چھوٹی عمر کے طلبہ کے ذہنوں میں پاکستان وکشمیر کے بارے میں شکوک پیدا کرتے ہیں۔ تجویز تھی کہ اس پیراگراف کو ختم کیا جائے، لیکن اس پر بھی عمل درآمد نہیں ہوا۔

۱۸۔ جماعت پنجم، ہفتم، ہشتم اور سال دوم پشتو کتب میں اس کثرت سے عبدالغفار خان پر مضامین آئے ہیں جتنا کہ قائداعظم محمد علی جناح پر بھی نہیں ہوں گے، تجویز تھی کہ انہیں کم کردیا جائے مگر ان میں کوئی کمی نہیں آئی۔

۱۹۔ جماعت ششم: تاریخ ۲۰۱۴ء کی کتاب کو پرانی حالت میں ۲۰۱۵ء میں دوبارہ غلطیوں سمیت رائج کردیا گیا ہے۔

اس مختصر سے نصابی جائزے سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ کتابوں میں سے اسلامیات سے متعلق اور نظریۂ پاکستان و تحریک پاکستان اور اہم مسلم و پاکستانی شخصیات کے عنوانات کم کردیے گئے ہیں اور باوجود یاددہانیوں اور کمیٹیوں کے قیام کے بھی ان کی کمی پورا نہیں کیا گیا"

اس تفصیل سے سمجھا جاسکتا ہے کہ جو عناصر سرکاری نصابِ تعلیم سے اس قدر باریک بینی کے ساتھ پاکستان کی اسلامی اور نظریاتی شناخت کے حامل مضامین کو نکال چکے ہیں وہ مدارس کے نصاب کے درپے کیوں رہتے ہیں؟ حال ہی میں قومی اسمبلی کی قائمہ کمیٹی برائے قانون وانصاف نے عربی زبان کی ترویج کے لیے آئین میں ترمیم کا بل کثرت رائے سے مسترد کردیا ہے۔ بل کے محرک مولانا امیر زمان نے جب اپنے دلائل میں کہا کہ اسلام کو سمجھنے کے لیے عربی زبان کا جاننا ضروری ہے تو کمیٹی ممبران نے اس خیال کو بھی رد کردیا۔ کیا اس رویے سے یہ نہیں سمجھا جاسکتا کہ اقتدار کی راہ داریوں میں بیٹھے کچھ مخصوص لوگ ہرگز نہیں چاہتے کہ نئی نسل اسلام کے عظیم الشان پیغام، اور اس کے احکام سے یکسر نابلد رہے؟ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان کی تعلیمی پالیسی جس راستے پر گامزن ہے وہ اخلاقیات اور کسی ضابطے اور حد بندی سے عاری معلوم ہوتی ہے۔ ادب اور آرٹ کی آڑ میں بداخلاقی، بے حیائی، اور بے راہ روی پھیلائی جائے، حتیٰ کہ معصوم اور نوخیز نسلوں کو جنسی تعلیم دی جائے، اس پر کوئی قدغن نہیں، ہاں نسلِ نو اپنے دین ومذہب سے آشنا ہو...... اس کی راہ میں جگہ جگہ روڑے اٹکائے جاتے ہیں۔

اس خیال کو رد نہیں کیا جاسکتا کہ سیکولر عناصر دینی مدارس کے نصاب میں تو کوئی تبدیلی تو نہیں لاسکے، البتہ دینی مدارس کو کمزور کرنے اور ان کے کردار کو محدود کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ عیدالاضحیٰ کے دنوں میں مدارس پر بھرپور وار کیا جاچکا ہے، یعنی ووں نہیں تو یوں سہی!...... مقصد تو دونوں صورتوں میں ایک ہی ہے۔

☆☆☆